## بلوچی لوک ادب

# پریوں کی کہانیاں

وفاقی حکومتءِ وانگءِ وزارتءِ نصابی بہرءِ کمکءِ گوں

بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

بلوچی لوک ادب

# پریوں کی کہانیاں

جملہ حقوق محفوظ

بار اوّل ——— اگست ۱۹۸۰ء

پرنٹر ——— قلات پریس

تعداد ——— تین ہزار

پبلشر ——— بلوچی اکیڈمی۔ کوئٹہ

بہ تعاون مرکزی وزارت تعلیم
اسلام آباد

کتابت۔ محمد عارف شہزاد

# پریوں کا تخت

پریوں کا دیس تھا۔ نہایت سرسبز علاقہ تھا۔ پریوں کے وطن اور انسانوں کے وطن کی سرحدیں ملتی تھیں۔ پریوں کے بہت سی چیزیں انسانوں کے علاقوں میں پڑی ہوئی تھیں۔ ان علاقوں میں ایک بادشاہ کا شہر شامل تھا۔ بادشاہ کے شہر میں ایک لوہار رہتا تھا۔ اس کا پیشہ لوہاری تھا اور وہ شکار کا بھی شوقین تھا۔ اس طرح زندگی کے دن گزار رہا تھا۔ ایک دن لوہار وفات پا گیا۔ لوہار کے بیٹے نے اپنے باپ کا کام سنبھالا اور اسی طرح گذرِ اوقات کرتا رہا۔ تھوڑے بہت دنوں بعد، لوہار کا بیٹا شکار کیلئے چلا گیا۔ وہاں اُس نے ایک خوبصورت پرندا پکڑا۔ اسے جاکر بادشاہ کو دے دیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ نوجوان کو انعام و اکرام سے نوازا۔ وزیر ناراض ہو گیا کہ اس نے پرندہ، اس کو نہیں دیا۔ اور بادشاہ کو دے دیا اور کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ اسے اپنا وزیر بنا دے۔ وزیر اُس نوجوان کو نقصان پہنچانے پہ تُل گیا۔

وہ اپنے نجومی کے پاس گیا اور اس سے مشورہ طلب کیا کہ اس نوجوان کو کس طرح راستے سے ہٹایا جائے۔ نجومی نے مشورہ دیا کہ جا کر بادشاہ سے کہہ دو کہ نوجوان کو اُس پرندے کیلئے درخت لانے کے لئے بھیج دے۔ نوجوان درخت لا نہیں سکے گا۔ وزیر نے بادشاہ کو مشورہ دیا۔ کہ پرندے کا درخت منگوا دیں۔ تب یہ پرندہ خوش ہو کر خوب چہچہائے گا۔

بادشاہ نے اُس نوجوان کو طلب کیا۔ اور اسے پرندے کا درخت لانے کا حکم دیا۔ نوجوان نے حیرت سے جواب دیا۔ بادشاہ سلامت! میں اُس درخت کو کہاں سے لاؤں گا۔ یہ پرندہ زمین پر پڑا ہوا مجھے ملا تھا۔ اور میں نے لا کر آپ کو دیا تھا۔ بادشاہ غصہ ہو گیا۔ اور اسے دھمکی دی کہ اس درخت کو لاؤ ورنہ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ نوجوان غمگین اور پریشانی کی حالت میں گھر چلا گیا اور اپنی ماں کو سب ماجرا سنایا۔ ماں نے کہا، یہ سب کچھ وزیر کی شرارت ہے اور وزیر کو نجومی یہ سب کچھ سکھا رہا ہے۔ مجھے بھی اس کے بانے کے کسی نجومی کے بارے میں معلوم ہے۔ تم فلاں

ب چلے جاؤ۔ وہاں ایک بوڑھا فقیر تمہیں عبادت میں مصروف دکھائی
دے گا۔ تم اس کے پاس جاؤ وہ تمہیں کوئی ترکیب بتائے گا۔ نوجوان اپنی
ں کو الوداع کہہ کر روانہ ہوا۔ کئی منزلیں طے کرنے کے بعد وہ اس
فقیر کے پاس پہنچا۔ اس نے پہنچتے ہی کہا۔ فقیر ماموں! سلام قبول ہو۔ فقیر
بولا اگر تم نے فقیر ماموں نہ کہا ہوتا۔ تمہارا خیر نہیں تھا۔

فقیر بولا۔ بھانجا اپنا حال بتاؤ۔ کیسے آنا ہوا۔ نوجوان نے سب ماجرا
سنایا۔ اور اپنی ضرورت بیان کر دی کہ مجھے اس پرندے کے لئے اس کا
درخت درکا ہے۔ فقیر نے اُسے ایک خط دیا اور راستہ تبلایا کہ وہاں
سے جاؤ۔ آگے کوہِ کاف نظر آئے گا۔ بڑا بھائی کوہ کاف ہی اس کو
خط پہنچا دینا۔ اُسے پیغام دینا کہ تمہاری بہن بیمار ہے۔ فلاں قسم کی درخت
دیدو۔ وہ تمہیں دے دے گا۔ نوجوان اس سے رخصت کر کے سفر پر روانہ
ہوا۔ منزلوں پہ منزلیں مارتا ہوا کوہ کاف پہنچا۔ اس نے فقیر کے بھائی
کو ڈھونڈ نکالا۔ اس نے سلام دیا۔ خط اور پیغام دیئے۔ فقیر نے اس کی
آنکھوں کو بوسہ دیا۔ کہ ان آنکھوں نے اس کے بھائی کا دیدار کیا ہے۔
رات اسے اپنے پاس مہمان رکھا۔ نوجوان بھی تھکا ماندہ تھا۔ اس نے آرام

گیا۔ دوسرے روز صبح سویرے فقیر نے وہ درخت ادھر منگوا لیا۔ فقیر نے نوجوان سے کہا کہ میں تمہیں کہوں کہ آنکھیں بند کر لو۔ تو آنکھیں بند کر لینا۔ اگر کہوں کھول دو۔ تو کھول دینا۔ اس نوجوان کو درخت کے نیچے لے گیا۔ اور بولا۔ آنکھیں بند کر دو۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ جب ایک لمحہ بعد آنکھیں کھولیں۔ تو دیکھا کہ وہ صحیح سالم درخت کے ساتھ بادشاہ کے محل کے اندر کھڑا ہے۔ پرندے نے جب درخت دیکھا تو خوشی سے اچھل اچھل کر سریلی آوازوں کے ساتھ چہچہانے لگا۔ بادشاہ درخت کے پاس آیا بہت خوش ہوا۔ بادشاہ نے نوجوان کو انعام میں سونے سے لاد کر رخصت کیا۔ وزیر تک خبر پہنچی۔ وہ غم و پریشانی سے نڈھال ہو گیا۔ بھاگتا ہانپتا ہوا نجومی کے پاس آیا اور بتایا کہ بدبخت لوہار کا بیٹا صحیح سالم درخت لے کر آیا۔ تم نے مجھے صاف دھوکہ دیا۔ نجومی بولا۔ اس مرتبہ جو ہوا سو ہوا۔ میں تمہیں ایک اور ترکیب بتاؤں گا۔ یہ نوجوان اب اسے نہیں لا سکے گا۔ مر کھپ جائے گا۔ تم بادشاہ کو کہنا اس نوجوان کو پریوں کی گھوڑی لانے کا حکم دے۔ درخت کے نیچے وہ گھوڑی بہت اچھی لگے گی۔ وزیر نے بادشاہ کو دوبارہ منا لیا۔ بادشاہ

نے نوجوان کو بلوا کر گھوڑی لانے کو کہا۔ نوجوان کچھ ہچکچاتا رہا مگر بادشاہ کہاں ماننے والا تھا۔ وہ واپس گھر آیا اور اپنی ماں کو سارا قصہ سنایا۔ کہ اب بادشاہ نے اسے گھوڑی لانے کا حکم دیا۔ ماں بولی۔ میں جانتی ہوں یہ سب کچھ وزیر کا کام ہے۔ تم بادشاہ کے پاس جاکر دو ڈول شراب بھر کر لاؤ۔ میں تمہیں طریقہ سمجھاؤں گی۔ اس نے جاکر بادشاہ سے دو ڈول شراب مانگ کر لایا۔ اس کی ماں بولی۔ کوہِ کاف کے مغربی دیگیں ہیں پریوں کی گھوڑیاں اُدھر پانی پینے آتی ہیں۔ تم وہاں جاکر درخت کے نیچے کسی پتھر کی اوٹ چھپ جاؤ۔ شراب کے ڈول ان دیگوں میں انڈیل دو۔ جب وہ شراب پی لیں گی تو بیہوش و بیخود ہو جائیں گی۔ کسی ایک گھوڑی کو زنجیروں سے کس اس پر سوار ہو جا اور چلے آ۔

نوجوان سفر کرتا ہوا کوہ کاف کے مغربی جانب پہنچا۔ گھوڑیاں پانی پی رہی تھیں۔ گھوڑیوں نے جب نوجوان کو دیکھا تو بھاگ گیئں۔ نوجوان دیگوں کے پاس گیا۔ اور شراب اُن میں ڈال دی۔ دوسرے روز گھوڑیاں آ گیئں جب انہوں نے شراب آمیز پانی پیا تو شراب کے نشہ میں وہ دھت ہو گئیں۔ نوجوان ایک گھوڑی کو پکڑ کر اس پر سوار ہو گیا۔ گھوڑی بڑا

میں پرواز کر گئی۔ اور لمحہ بھر میں بادشاہ کے محل میں پہنچا۔ گھوڑی
درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ جب گھوڑی ہنہنانے لگی تو دیواریں خود
گرنے لگیں۔ لوگ حیران ہو گئے۔ نوجوان نے بادشاہ کو اطلاع کر دی
بادشاہ نے۔ آ کر گھوڑی کو دیکھا تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا ہی نہ
بادشاہ نے خزانہ کی کنجی دے کر کہا۔ جو کچھ لے سکتے ہو، لے لو۔ وز
کو خبر ہو گئی۔ تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ ڈر گیا کہ اب اس
وزارت جانے والی ہے۔ بھاگتا ہوا نجومی کے پاس گیا کہ آج تجھے میں قتل
کر کے چھوڑوں گا۔ تم نے مجھے پھر دھوکا دیا ہے۔ نجومی بولا۔ اس مرتبہ
مجھے مہلت دے دو۔ بادشاہ سے کہو کہ تو اتنا بڑا نامور بادشاہ ہے پریوں
کے تخت کو منگوا دے۔ بادشاہ نوجوان کو بھیج دے گا۔ وہ اسے نہیں
لا سکے گا۔ وہ اُدھر ہی ختم ہو جائے گا۔

وزیر بادشاہ کے پاس گیا۔ بادشاہ کی بڑائی کے پل باندھنے کے بعد کہا
پریوں کے تخت منگوا کر، اس پر بیٹھے۔ بادشاہ نے نوجوان کو منگوایا۔ اور
اُسے حکم دیا کہ تخت لا کر دے۔ ورنہ تمہیں قتل کر دوں گا۔ وہ اپنی
ماں کے پاس گھر آیا۔ ماں بولی۔ اب مجھے خود بھی کچھ خبر نہیں۔ تم پہلے

فقیر کے پاس چلے جاؤ۔ جو کچھ کرے وہی کرے۔ نوجوان منزلیں مارتا ہوا پہلے فقیر کے پاس آیا۔ اور اُسے اپنا مدعا بیان کیا کہ بادشاہ نے اُسے پریوں کے تخت لانے کا حکم دیا ہے۔ فقیر نے اُسے ایک ٹوپی دے کر کہا۔ اسے سر پر پہن لو۔ تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ اُسے ایک بال بھی دیدیا کہ جب ضرورت ہوئی تو اس کے استعمال سے میں تمہاری مدد کو پہنچوں گا۔ اُسے کہا آگے جاؤ فلاں پہاڑی میں ایک سوراخ ہے۔ اس سوراخ کے اندر گھس جاؤ۔ یہ سوراخ ایک غار کی مانند آگے جاکر ایک سرسبز میدان میں تمہیں پہنچائے گی۔ اس سے آگے ایک شہر ہے۔ وہاں ایک قلعہ ہے۔ اس قلعہ میں محل کے اندر چلے جاؤ۔ تخت کے نیچے بیٹھ جاؤ۔ ٹوپی کو پہننا تجھے کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔

نوجوان ان ہدایات کے مطابق چل پڑا۔ اسی سوراخ کے پاس آیا۔ سوراخ کے منہ پہ ایک دیو بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے تلوار سے وار کرکے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ دیو بھاگ گیا۔ وہ سوراخ میں گھس گیا۔ ٹوپی پہن لی۔ سوراخ کے غار سے ایک سرسبز میدان میں جا نکلا، اس میدان میں سفر کرتا ہوا پریوں کے شہر پہنچا۔ سیدھا محل کے اندر چلا

گیا۔ اور تخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ شام کے وقت سب پریاں جمع ہو گئیں
پریوں کی رانی بھی آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ انسان تخت کے نیچے بیٹھا
ہے۔ اس نے سب پریوں کو ... کر دیا کہ ایک سائل آ گیا ہے۔
پریوں کی رانی اس سے مخاطب ہوئی۔ جو مانگتے ہو، مانگ لے۔ تمہیں کوئی
کچھ نہیں کہے گا۔ اس نے ٹوپی اُتار لیا اور بولا۔ میں آپکی تخت مانگنے
آیا ہوں۔ اسے مجھے دیدو۔ اس پری نے دوسری پریوں سے پوچھا۔ تم
اسی طرح کا ایک اور تخت بنا سکتی ہو۔ پریاں بولی۔ اس سے بھی بہتر تخت
ہم بنا سکتی ہیں۔ ایک بولی۔ یہ نوجوان میرا پرندہ لے گیا ہے۔ دوسری
بولی۔ یہ میرا درخت لے گیا ہے۔ تیسری بولی۔ یہ میری گھوڑی بھی لے
گیا ہے۔ دیو بولا۔ اس نے میرا ہاتھ کاٹ لیا ہے۔ پریوں کی رانی
اسے سب کچھ معاف کیا۔ اُسے تخت دیکر بولی۔ اس پر بیٹھ جا۔ تم اپنی
جگہ پہنچ جاؤ گے۔ وہ تخت پر بیٹھ گیا۔ لمحہ بھر میں تخت کے ساتھ درخت
کے نیچے آ کر اترا۔ اور تخت۔ درخت کے نیچے رکھ کر بادشاہ کو اطلاع
بادشاہ آ کر پھولے نہ سمایا۔ اس کو مال و دولت بے حساب۔
وزیر کو بڑا تاؤ آیا۔ ایک رسّی لے کر چل پڑا۔ کہ اب

نجومی کو پھانسی دوں گا۔ رسی لے جا کر اس کے گلے میں لپیٹ دیا۔ نجومی گڑگڑایا اور بولا۔ اب بادشاہ کو جا کر کہہ دو کہ تم اتنے بڑے اور نامور ہو کہ پریوں کے تخت پر بیٹھے ہو۔ اب کسی پری کو ملکہ بنا کر لاؤ۔ ایک پری سنہری بالوں والی ہے۔ اسے اپنی ملکہ بنانے کے لئے منگواؤ۔ وزیر نے پھر بادشاہ کو سبق پڑھایا۔ بادشاہ نے نوجوان کو سنہری بالوں والی پری لانے کے لئے بلا بھیجا۔ اس نے جا کر اپنی ماں کو ماجرا سنایا۔ ماں نے نوجوان کو کہا۔ جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ۔ اب میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ نوجوان روانہ ہو گیا۔ وہ ایک جنگل میں پہنچ گیا۔ اس نے وہاں سیمرغ کے چوزوں کو سوتے دیکھا۔ اس دوران ایک اژدھا آیا اور ان چوزوں پر جھپٹ مارا۔ لوہار کے بیٹے نے تلوار نکال کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ سیمرغ کے چوزے جان بچنے پر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے اس کو بٹھایا کہ ان کی ماں آ جائے گی۔ تب وہ تمہاری مدد کرے گی۔ وہ ایک درخت کے پیچھے ان کے قریب بیٹھ گیا۔ اس دوران انہوں نے ایک گرد و غبار اٹھتا دیکھا۔ سب اڑ گئے۔ نوجوان بھی چھپ گیا۔ سیمرغ آئی اور اژدھا کو کھایا۔ جب سیر ہو گئی تو بولی۔ بچو میں نے سب کو کھا لیا۔ اتنا بھی نہیں

چھوڑا کہ کل شام کے لیے منہ کا ذائقہ بدلتا۔ چوزے نکل کر واپس آئے
اور بولے ۔ اماں ہم زندہ و سلامت ہیں۔ ایک انسان نے ہمارے سا
بڑی نیکی کی ہے۔ وہ اژدھا ہمیں کھانے آیا تھا۔ مگر اس شخص نے اس
کو مار ڈالا۔ وہ بولی۔ اگر وہ انسان یہاں ہوتا تو میں اس کی نیکی کے
بدلے اس کے ساتھ بڑی نیکی کرتی۔ سیمرغ کے چوزوں نے جا کر اُسے
پیش کر دیا۔ سیمرغ نے رات کو اس کی خوب دعوت کی۔ دوسری صبح اسکو
الوداع کہا اور ایک چوزہ اس کے ساتھ کر دیا۔ اور اُسے کہا کہ شہزا
بالوں والی پری کو جا کر لے آ۔ وہ دونوں شہر چلے آئے۔ وہ جا کر پریوں کے
بادشاہ سے ملے ۔ پریوں کے بادشاہ نے کہا ۔میری کچھ شرائط ہیں ۔ وہ
شرائط جو پوری کرے گا۔ پھر میری بیٹی کی کچھ شرائط ہیں۔ ان کو پورا کرنا
ہو گا۔ تب میری بیٹی اس کی ہو گی۔ نوجوان بولا۔ تم اپنی شرائط بتا دو۔
میرا ایک بہت تیز آدمی ہے۔ اس کے ساتھ تمہیں چلنا ہو گا۔ دوسری شرط یہ
ہے کہ ایک ہی رات پہاڑ کو سو گز کاٹنا ہو گا۔ نوجوان تیار ہو گیا۔ وہ روانہ
ہو گئے۔ سیمرغ کے چوزے نے تیز چلنے والے آدمی کو اپنے پیچھے مارے
وہ گر گیا۔ اس طرح نوجوان اس سے اس سے تیزی کے ساتھ آگے نکل

گیا ۔ اور مقابلہ جیت لیا ۔ بادشاہ نے اب اسے کہا کہ تم ایک رات ایک سو گز لمبا پہاڑ کا ٹکڑا کاٹ ڈالو ۔ وہ کاٹنے میں کامیاب ہو گیا ۔ اس دوران فقیر پہنچا ۔ فقیر سے بولا ۔ ماموں ! اب مدد کرو ۔ فقیر نے اپنی کرامات کے زور سے اس پہاڑ کو کٹوا دیا ۔ صبح کو جب انہوں نے آکر کٹے ہوئے پتھروں کے ٹکڑے دیکھے تو حیران رہ گئے ۔ بادشاہ بولا ۔ میری شرطیں تم نے پوری کر لیں ۔ اب میری بیٹی کی باری ہے ۔ رات کو اس نوجوان نے اپنا کمال دکھایا ۔ وہ محل سے نکلا ۔ سیمرغ کا چوزہ اسے سیدھا اس کی بیٹی کے پاس لے گیا ۔ اس نے کچھ برا منایا ۔ مگر آخر وہ نوجوان سے راضی ہو گئی ۔ اور اس کو بتایا کہ میری گائے سے تم کو دودھ دوہنا ہے ۔ جو اسی وقت جم کر دہی بن جائیں ۔ پھر تمہیں مٹی کی کلہاڑی سے لکڑی کاٹنا ہے ۔ اس دوشیزہ نے اپنا رومال نوجوان کو دے دیا اور کہا ۔ اس کلہاڑی کے سرے کو دستہ میں ڈالتے وقت اس کے سوراخ میں ڈال دیں ۔ تو وہ لکڑی کاٹے گا ۔ پھر اپنے سونے کی انگوٹھی اس کو دیدی ۔ کہ اسے گائے کو دکھا دے ، گائے بے حس و حرکت کھڑی ہو جائے گی ۔ پھر اس انگوٹھی کو دودھ میں ڈالدیں تو وہ اسی وقت جم کر دہی بن جائے گی ۔ اس نے دونوں چیزیں لے کر اس سے رخصت ہوا ۔

صبح لوگ سب جمع ہو گئے۔ تماشا دیکھنے۔ گائے باغ میں چھوڑ دی گئی۔ اس نے اُسے انگوٹھی دکھایا۔ تو وہ کھڑی ہو گئی۔ اس نے آرام سے آ کر گائے سے دودھ دھویا۔ پھر دودھ میں انگوٹھی گھمائی تو دودھ جم کر دہی بن گیا۔ لوگوں نے یہ سب تماشا دیکھا۔ پھر اس نے رومال کلہاڑی کے سوراخ میں ڈال کر اس میں دستہ ڈالا۔ پھر جب لکڑیوں پر کلہاڑی ماری لکڑیاں چیر چیر ہو گئیں۔ لوگ دنگ رہ گئے۔ بادشاہ نے اپنی بیٹی اس کو دے دی۔ نوجوان نے اس کے ساتھ شادی رچائی۔ وہ واپس اپنے وطن لوٹے راستے میں رات سیمرغ کے ساتھ گذار دی۔ سیمرغ نے دو چوزے اور اس بخش دیئے۔ وہ اپنے شہر پہنچا۔ بادشاہ سے بولا۔ آؤ میں ایک سنہری بالوں پری لایا ہوں۔ بادشاہ وزیر کو ساتھ لے کر آیا۔ تو اس نے کہا۔ اب جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بادشاہ اپنی فوجیں لے آیا۔ سیمرغ کے چوزوں نے ان کو پر مارے تو فوج پوری اندھی ہو گئی۔ اس نے وزیر کو اس نے قتل کیا۔ باقی سب لوگ اس کی رعیت بن گئے۔ اور لوہار کا بیٹا بادشاہ بن گیا۔ اور اپنی پری بیوی کو شاہی محل میں منتقل ہو کر تخت پر بٹھایا۔

# لعل بادشاہ اور وزیر زادی

ایک تھا بادشاہ ۔ وہ اپنے مخصوص علاقے کا بادشاہ تھا۔ بادشاہ کے چار بیٹے تھے۔ سب سے چھوٹے بیٹے کا نام لعل بادشاہ تھا۔ بادشاہ کے گھر کے کمرے میں پرندوں کا ایک گھونسلا تھا ۔ مادہ پرندے نے انڈے دیئے۔ ان سے چوزے نکل آئے ۔ وہ چھوٹے تھے ۔ کہ مادہ پرندہ مرگئی۔ نر پرندہ کسی اور مادہ پرندے کو لے کر آیا تاکہ اس کے چوزوں کا خیال رکھے ۔ نر پرندہ اُڑ کر دانہ چگنے چلا گیا۔ تو مادہ پرندے نے ایک ایک کر کے سب چوزوں کو نیچے پھینک دیا۔ یہ صورت حال ملکہ دیکھ رہی تھی۔ وہ افسردہ ہو گئی۔ جب بادشاہ گھر لوٹا تو اس نے افسردگی کی وجہ معلوم کی ۔ تو ملکہ نے تمام واقعات بتائے ۔ اور کہا جب میں بھی مر جاؤں گی تو تم نئی ملکہ بیاہ کر لاؤ گے ۔ تو میرے بچوں کا بھی یہی حشر ہو گا۔ نئی ملکہ میرے بچوں کو جان سے مار دے گی۔ یا پھر گھر سے ان کو نکال کر بے گھر کر دے گی۔ بادشاہ نے اسے تسلی دی کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم فکر مت

کرو۔ میں اپنے بچوں پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔
کچھ عرصہ بعد ملکہ بیمار پڑ گئی۔ جس سے وہ جانبر نہ ہو سکی۔ کافی عرصے
تک بادشاہ نے دوسری شادی نہیں کی۔ آخر وزیر قاضی اور سب لوگوں نے
اسے مجبور کیا کہ تم کب تک اس طرح اکیلے رہو گے۔ آخر تم بادشاہ ہو۔ شادی
کرنا انتہائی ضروری ہے۔ بادشاہ مان گیا اور نئی ملکہ بیاہ کر گھر لایا۔ اور بچوں
کے لئے اپنے گھر ساتھ ہی نیا مکان بنوایا۔ بچے نئے مکان میں رہنے لگے۔
ایک دن ملکہ کے ذہن پر خیال ہوا کہ بادشاہ کے بیٹوں کو جان سے مارا جائے
یا ان کو بھگایا جائے۔ بادشاہ کے بیٹے گیند سے کھیل رہے تھے۔ گیند اچھل
کر بادشاہ کے گھر میں گر پڑا۔ لعل بادشاہ گیند لانے بادشاہ کے گھر چلا
گیا۔ ملکہ نے پہلے ہی منصوبہ بنایا ہوا تھا۔ اس نے بڑھیا کو اپنا ہم خیال بنا
کر اس کی خدمات حاصل کی تھیں۔ ملکہ نے لعل بادشاہ کو کہا۔ آؤ بیٹھو تمہارا
اپنا گھر ہے۔ تم سب میرے بچے ہی ہو۔ جب لعل بادشاہ کچھ دیر بعد
واپس اپنے مکان کو چلا تو ملکہ نے اپنے منصوبے کے مطابق اپنے کپڑے چیر
پھاڑ لئے۔ اور اپنے سر اور چہرے پر خوب خاک ڈالی۔ جب بادشاہ
گھر آیا تو ملکہ کو اس حالت میں دیکھ کر وجہ دریافت کی۔ وہ بولی۔

یہ سب کچھ تمہارے بیٹے کا کرشمہ ہے۔ مجھے سوتیلی ماں سمجھ کر میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔

بادشاہ نے نوکرانی سے کہا۔ جب رات ان کا کھانا لے جاؤ۔ تو ان کی جوتیوں کا رُخ باہر کی جانب کر دو۔ رات کو نوکرانی نے ویسا ہی کیا۔ جب لعل بادشاہ کی نظر جوتیوں پر پڑی۔ تو اس نے کہا۔ بادشاہ نے ہمیں اب اجازت دے دی ہے۔ وہ صبح سویرے گھر چھوڑ کر چل پڑے۔ کچھ عرصہ بعد کسی بادشاہ کے شہر پہنچے۔ انہوں نے بادشاہ سے ملازمت کی درخواست کی اور اُسے بتایا۔ ہم بھی شہزادے ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ تم لوگ اس شہر کے چوکیدار ہو۔ یہاں ہر رات ایک دیو آ کر کسی آدمی کو کھا جاتا ہے۔ جب کوئی مر جاتا ہے تو اُسے ہمیں قبر تک اتارنے نہیں دیا جاتا۔ اس سے ہماری کافی بدنامی اور رسوائی ہوئی ہے۔

انہوں نے پہرہ داری کا کام سنبھال لیا۔ بادشاہ کا ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام شہ باران تھا۔ اس شہزادے سے اس کی گہری دوستی ہو گئی۔ وہ اکثر و بیشتر اکٹھے رہا کرتے تھے تو شہ باران بھی ان کے ساتھ تھا۔ آدھی رات کے وقت وہ سونے کے لئے گھر چلا گیا۔ جب چارپائی پر

لیٹ گیا تو فوراً فوت ہو گیا - گھر میں کہرام مچ گیا - بادشاہ بہت پریشان ہوا - بادشاہ نے آ کر اُن بھائیوں کو بتا دیا کہ ان کا دوست مر گیا ہے - وہ بہت پریشان ہوئے - ساری رات لاش کے پاس بیٹھے آنسو بہاتے رہے - صبح ہوتے ہی لوگ اس کا جنازہ اٹھا کر قبرستان کی جانب روانہ ہوئے - قبرستان دور فاصلے پر واقع تھا - عصر کے وقت قبرستان تک پہنچے - انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب دیر ہو گئی ہے - صبح دفنائیں گے - انہوں نے چارپائی درخت کے نیچے رکھ دی - اور چاروں بھائی باری باری پہرہ دینے لگے -

سب سے بڑے بھائی نے پہرہ دیا - باقی سو گئے - اتنے میں ایک دیو آگیا اس نے دیو کو دیکھتے ہی تلوار سونت لی - اور دیو پر وار کیا - دیو کا ہاتھ کٹ گیا - اس نے توبہ کر لی کہ آئندہ ہماری نسل میں سے کوئی اس طرف کا رُخ نہیں کرے گا - وہ آ کر سو گیا - دوسرے بھائی کو بیدار کیا - اور وہ پہرہ دینے لگا - اس نے کسی اژدھا کو آتے دیکھا - ان کی آگ جل رہی تھی - وہ آگ اٹھا کر لے گیا - اور وہ بھی اس کے پیچھے پڑ گیا - اس نے اس پر تلوار سے وار کیا اور اس کا ہاتھ کاٹ لیا - اور آگ واپس

لے آیا۔ اور روشن کر دیا۔ اب اس نے تیسرے بھائی کو اٹھایا اور خود سو گیا۔ وہ پہرے پر تھا کہ اس نے قریب ہی کسی عورت کی چیخ و پکار سنی۔ وہ آواز کی جانب لپکا۔ اس نے دیکھا کہ ایک عورت پانی میں پھنسی ہوئی ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس عورت کا ہاتھ پکڑا تاکہ اسے پانی سے باہر نکالے۔ مگر عورت نے اسے ایک دھکا دیا تاکہ اسے پانی میں گرا کر اس کا کام تمام کر دے۔ شہزادے نے پھرتی سے تلوار کا ایک وار کیا اور عورت کی ایک کان کاٹ ڈالی۔ وہ واپس چلا آیا۔ اس نے چوتھے بھائی کو جگایا اور خود سو گیا۔ اب سب سے چھوٹے بھائی لعل بادشاہ کی باری تھی۔ وہ پہرہ دے رہا تھا کہ ایک لڑکی روتی ہوئی آئی۔ لعل بادشاہ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ لاش میرے بھائی کی ہے۔ اس کا آخری دیدار کرنے آئی ہوں۔ وہ لڑکی لاش کی طرف گھور گھور کر دیکھ رہی تھی۔ لعل بادشاہ نے جب غور سے دیکھا تو اس کو بڑی حیرت ہوئی اور اس کا سر آسمان کی بلندیوں تک اونچا تھا۔ اس نے جھٹ ہمت کر کے اس پر تلوار کے وار کر کے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

لعل بادشاہ اس دوران ونورہ بجا رہا تھا کہ پریاں وہاں سے

گذریں۔ جب انہوں نے دنبورہ کی سریلی پرسوز دھن سُنی تو نیچے اُتر آئیں انہوں نے لعل بادشاہ سے دوبارہ دنبورہ بجانے کی فرمائش کی۔ وہ بولا۔ یہ تو ایک نوحہ ہے۔ خوشی کا ساز تو نہ تھا۔ وہ دیکھو میرے دوست کی لاش رکھی ہوئی ہے۔ پریوں کی سردانی سبز پری بولی ہم اس کو زندہ کریں گے۔ اگر تم دنبورہ بجاؤ۔ لعل بادشاہ نے پھر مست و مدہوش ہو کر دنبورہ پر پرسوز اور دل میں اتر جانے والی دھن بجانی شروع کی۔ پریوں نے جی بھر کر رقص کیا۔ پھر انہوں نے شہ باران کو زندہ کر دیا۔ اور لعل بادشاہ کو ایک تیر کمان دے دیا کہ جب ضرورت ہو اسے کھینچ لو۔ ہم مدد کے لئے آ جائیں گی۔

صبح ہوئی۔ سب نیند سے اُٹھ گئے۔ شہ باران کو زندہ پا کر سب خوش خوش گھر واپس لوٹ آئے۔ بادشاہ نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ ان کی شادیاں کر دیں۔ اور وہ بھی بادشاہ کے محل میں رہنے لگے۔ ماسوائے لعل بادشاہ کے۔ لعل بادشاہ نے باغ کے اندر ایک مکان تعمیر کرایا۔ اور اُس میں رہائش اختیار کی۔ اس نے شادی بھی نہیں کی۔ اور کہا کہ کچھ عرصہ بعد شادی کروں گا۔ لعل بادشاہ تیر کمان کھینچتا تو سبز پری

حاضر ہوتی ۔ ساری ساری رات اکے ساتھ مجلس کرتی ۔ اس دوران ایک روز
لعل بادشاہ شکار کیلئے چلا گیا تو بادشاہ کی بیٹی چہل قدمی کرتی ہوئی اپنی سہیلیوں
کے ساتھ باغ میں آ گئی ۔ اور جب وہ اس کے کمرے میں آئیں تو انہوں نے
تیر کمان دیکھ لیا ۔ انہوں نے اسے کھینچ لیا تو سبز پری فوراً پہنچ گئی ۔ انہوں
نے جب ایک پری کو دیکھا تو سب بیہوش ہو گئیں ۔ سبز پری تیر کمان اٹھا
کر اپنے ساتھ لے گئی ۔ جاتے وقت اس نے مالی کو لعل بادشاہ کے نام پیغام
دیا کہ اگر تجھے خواہش ہو تو سبز وطن چلے آنا ۔ وہاں میں ہوں گی ۔ اس نے
ایک رومال بھی دینے کے لئے دیا کہ اسے دے کہو یہ جو بیہوش ہیں ۔
اُن کے سر پر پھیر دو ۔ ہوش میں آ جائیں گی ۔ جب لعل بادشاہ شکار سے
واپس آیا تو اس کو مالی نے سب ماجرا بتایا ۔ اس نے رومال سب کے سر پر
پھیرا ۔ وہ سب ہوش میں آ گئیں ۔ وہ اب سفر کی تیاری کرنے لگا ۔ اپنے
بھائیوں سے اجازت لی ۔ اور اُن سے کہا ۔ تم لوگ اِدھر رہو ۔ میں واپس آجاؤنگا۔

لعل بادشاہ اپنے سفر پر روانہ ہوا ۔ ایک روز اُسے ایک فقیر ملا ۔ رات
وہ فقیر کے پاس ٹھہرا ۔ فقیر کو اس نے سب کچھ بتا دیا ۔ فقیر نے اُسے ایک
ٹوپی دی کہ اسے پہنو گے تو تمہیں کوئی دیکھ نہیں سکے گا ۔ اسے بتایا کہ آگے

جاؤ گے تو ایک بادشاہ شہر آئے گا۔ اس بادشاہ کا ایک وزیر ہے۔ اس وزیر کی ایک بیٹی ہے جس کا نام وزیر زادی ہے۔ وہ کسی کے ساتھ کچھ کہتی بولتی نہیں ہے۔ اگر تم نے اس سے شادی کر لی تو سبز وطن جا سکو گے۔ کیونکہ وزیرزادی ہر رات سبز وطن آتی جاتی ہے۔ جہاں تمہاری سبز پری رہتی ہے۔ لعل بادشاہ روانہ ہوا۔ آخر اس بادشاہ تک اس کی رسائی ہو گئی۔ بادشاہ کو منوایا۔ بادشاہ نے اپنے وزیر کو بلا کر کہا کہ اپنی بیٹی کی اس کے ساتھ شادی کرا دو۔ وزیر بولا بیٹی نہیں مانتی ورنہ میں تو تیار ہوں۔ میری بیٹی کی ایک شرط ہے کہ وہ ہر رات چار جوتے اپنے خاوند کے سر پر مارے گی۔ لعل بادشاہ نے شرط مان لی۔ دونوں کی شادی ہو گئی۔ پہلی رات کو وزیر زادی نے چار جوتے اس کے سر پر رسید کئے۔ تو وہ بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ وزیر زادی ایک دیو پر سوار ہو کر جا رہی ہے۔ دوسری رات جب وزیرزادی آئی تو لعل بادشاہ کو غائب پایا۔ اس نے ٹوپی پہن رکھی تھی۔ کچھ دیر کے بعد وزیر زادی دیو پر سوار ہو گئی اور لعل بادشاہ بھی اس کے ساتھ دیو پر سوار ہو گیا۔ وہ جا کر سبز وطن پہنچے۔ دیو بولا۔ بادشاہ سلامت۔ وزیرزادی آج بہت وزن دار اور بھاری تھی۔ بادشاہ بولا۔ کیوں آج رات تمہارا

شوہر تمہارے ساتھ سویا ہے۔؟ میں اس کو اپنے پاس پھٹکنے بھی نہیں دیتی۔ پریوں کے میراثی نے دنبورہ بجانا شروع کیا۔ لعل بادشاہ نے دنبورہ اس کے ہاتھ سے چھین کر خود بجانا شروع کیا۔ پریوں نے بے خود ہو کر ساز پر ناچنا شروع کیا۔ وہ ایسا ناچ ناچتی رہیں جو پہلے کبھی نہیں ناچی تھیں۔ پریوں کا بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اس نے وزیر زادی کو ایک رومال دیا جو اس نے میراثی کو دلایا۔ میراثی سے رومال لعل بادشاہ نے چھین کر اپنے پاس رکھا۔ وزیر زادی واپس آگئی۔ لعل بادشاہ نے واپسی پر نوکرانی کو پوری کہانی بتائی۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی کیا۔ تیسری رات لعل بادشاہ نے کہا اے پریوں کے بادشاہ! آج تیسری رات ہے کہ میں دنبورہ بجا رہا ہوں۔ میں ایک انسان ہوں۔ وزیر زادی کے ساتھ یہاں آیا کرتا ہوں۔ اگر جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں۔ میں نے سُنا ہے کہ تمہارے در سے آج تک کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا ہے۔

پریوں کے بادشاہ نے کہا۔ مانگ جو کچھ مانگ سکتے ہو۔ تجھے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لعل بادشاہ نے کہا۔ مجھے سبز پری دے دو۔ محفل کے لوگ حیران رہ گئے۔ سبز پری بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے کہا۔ تو پہلے

کو ظاہر کر دو۔ اگر تم سبز پری سے زیادہ حسین ہوا۔ تو وہ تمہاری ہوگی
اسے لے جاؤ۔ ورنہ یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ اس نے ٹوپی اتار دی۔
پریوں کے بادشاہ نے کہا سبز پری تمہاری ہے۔ سبز پری کو بھی قریب بلایا
اسی وقت ان دونوں کی شادی کر دی۔ بادشاہ نے وزیر زادی کو ڈانٹا
کہ تمہیں شرم نہیں آئی تھی کہ تم نے لعل بادشاہ کے جوتے مارے۔ وزیر زادی
نے معافی مانگ لی۔ تینوں دیو پر سوار ہو کر وزیر زادی کے ہاں آئے۔ وہ
اب جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ دیو نے ان کو اٹھا کر بادشاہ کے شہر
پہنچا دیا۔ وہ تینوں اس باغ میں اپنے مکان میں ٹھہرے۔ لعل بادشاہ
نے اپنے بادشاہ کی بیٹی سے بھی شادی کر لی۔

ایک دن بھائیوں نے واپسی کا ارادہ کیا۔ تاکہ والدین کا حال معلوم
کر لیں۔ بادشاہ نے ان کے ساتھ فوج بھی روانہ کر دی۔ وہ اپنے آبائی
شہر پہنچے۔ وہاں پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ وزیر نے بادشاہ کو ہٹا کر خود
بادشاہ بن بیٹھا ہے۔ بادشاہ خود اپنی ملکہ کے ساتھ مسجد میں پڑا ہوا
ہے۔ اور وہاں مسجد میں خیرات کی روٹی پر گذارہ کرتا ہے۔ وزیر کو
جب خبر ہو گئی۔ تو وہ اپنی فوج لے کر مقابلے کو نکلا۔ انہوں نے وزیر

کو قتل کیا۔ باقی لشکر نے معافی مانگ کر اطاعت قبول کر لی۔ وہ اپنے والدین کو مسجد سے نکال کر باہر لائے۔ انہیں ان کے محل پہنچایا۔ لعل بادشاہ نے اپنی سوتیلی ماں سے کہا آخر تمہیں کیا فائدہ پہنچا۔ ناحق جھوٹ بول کر ہم پر الزامات لگائے۔ اور گھر سے بے گھر کرا دیا۔ ہم لوگوں نے تو عیش کی مگر تم لوگ ذلیل و خوار ہو گئے۔ تمہیں اپنے کئے کی سزا قدرت نے دے دی ہے۔ بادشاہ اور دوسرے شہزادوں نے آپس میں مشورہ کیا اور لعل بادشاہ کو شاہی تخت پر بٹھا کر شاہی تاج پہنایا۔ وہ بادشاہ بن کر عدل و انصاف کرنے لگا۔ سب لوگ سکھ چین سے رہنے لگے۔ اور اُن کا گھر دوبارہ خوشیوں سے جنّت بنا۔

# کالا سونا

ایک تھی پری۔ وہ نہایت خوشحال تھی۔ ایک دفعہ پری نے انسانوں کے علاقے پر سے پرواز کی۔ وہ وہاں اُتر کر بیٹھ نہ سکی۔ دیو پریوں کے دشمن تھے۔ پریوں کی ایک ٹولی انسانوں کے علاقے پر

سے محوِ پرواز تھی۔ وہاں اُنہیں کسی تالاب میں صاف و شفاف پانی نظر آیا۔ وہ نیچے اُتر گئیں۔ کپڑے اتار کر غسل کرنے لگیں۔ اس دوران کسی دیو کا وہاں سے گذر ہوا۔ پریوں نے دیو کو دیکھ کر جلدی جلدی کپڑے پہن کر اُڑ گئیں۔ مگر اس اثنا میں کسی ایک پری کے کپڑے غائب ہو گئے۔ وہ ننگی شرم کے مارے بیٹھی رہی۔ اتنے میں اس علاقے کا بادشاہ وہاں سے گزرا۔ اس پری کو اس حالت میں دیکھ کر اسے پہننے کو کپڑے دیئے۔ اور اسے اپنے ساتھ گھر لے آیا۔ کچھ دنوں کے بعد بادشاہ نے اس پری کے ساتھ شادی کر لی۔ اس پری کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جو نہایت بدشکل اور بد صورت تھا۔ کوئی شخص نظر اٹھا کر اسے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ لوگ اسے کالا کلوٹا کے نام سے پکارنے لگے۔

بادشاہ نے اپنے وزیر کو دوسرے ملکوں کی طرف بھیجا تا کہ اس کے بیٹے کے لیے ایک دلہن تلاش کرے۔ وزیر مختلف ممالک کا چکر لگاتا رہا۔ آخر کار ایک جگہ اس نے شہزادے کی منگنی طے کر دی۔ اور شادی کی تاریخ مقرر کرانے کے بعد اپنے وطن کو لوٹا۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے کی

شادی کے انتظامات مکمل کئے۔ اور برات لے کر شادی کے لئے روانہ ہوا۔
جب بادشاہ کے شہر کے نزدیک پہنچے تو ان کو احساس ہوا کہ بادشاہ کہیں
شہزادے کو دیکھ کر شادی منسوخ نہ کر دے۔ انہوں نے وہاں کسی
خوبصورت میراثی کو پکڑ کر دولہا بنا لیا۔ اور اسے کافی رقم دے کر یہ
کردار ادا کرنے پر راضی کر لیا۔ اور شادی کے وقت نکاح بھی اسی میراثی
کے ساتھ پڑھایا گیا۔ شہزادہ اپنے آپ کو نوکر تصور کرنے لگا۔ اس
میراثی نے تین رات وہاں بسر کیں۔ چوتھے روز براتی واپسی کی تیاری کرنے
لگے۔ انہوں نے میراثی کو بھی اجازت دے کر رخصت کیا۔ میراثی نے تو
اپنے گھر کی راہ لی۔ مگر اس دوران شہر کے بادشاہ نے ان کو دعوت دی
کہ رات یہیں گذارو۔ وہ لوگ بہت سٹپٹائے کہ میراثی کو تو اجازت دے
دی۔ اب رات کو کیا ہو گا۔ انہوں نے اس میراثی کی طرف قاصد روانہ
کیا۔ مگر وہ بہت دور جا چکا تھا۔ وہ مل نہ سکا۔ مجبوراً رات کو
انہوں نے اصلی دولہا شہزادے کو گھر بھیج دیا۔ جب کالا کلوٹا اندر داخل
ہو گیا۔ تو دلہن اس کو دیکھ کر شور مچانے لگی کہ کوئی جنگلی جانور اندر گھس
آیا ہے۔ جوتی نکال کر اس کے سر پہ جوتیاں برسائیں۔ اور اپنے باپ

سما

کو آواز دی کہ پہلے تین راتوں میں کوئی دوسرا آتا تھا۔ آج یہ جنگل میں گھس آیا ہے۔ بادشاہ نے شہزادے کا ناک کاٹ لیا۔ یہ بات برادیوں تک پہنچی تو وہ راتوں رات بھاگ گئے۔

ناک کٹوانے کے بعد کالے کلوٹے شہزادے نے کسی اور طرف کا رُخ کیا۔ چلتے چلتے کسی جنگل میں پہنچا۔ وہاں اس نے کسی ضعیف فقیر کو بیٹھے دیکھا۔ اس نے احتراماً سلام کے ساتھ "بابا" کا لفظ استعمال کیا۔ فقیر بولا۔ اگر بابا نہ کہتا تو میں تجھے کھا لیتا۔ اس نے کہا۔ مجھے یہ بات معلوم نہیں تھی۔ ورنہ میں یہ لفظ استعمال نہ کرتا۔ اور اچھا ہوتا کہ آپ مجھے کھا جاتے۔ اس زندگی سے تو موت اچھی ہے۔ اس نے اپنا حال اسے بتایا۔ فقیر نے اُسے پیغام دے کر اپنے دوسرے بھائی کی طرف روانہ کیا۔ وہ وہاں پہنچا۔ اس نے اس کا کٹا ہوا ناک پھر سے ٹھیک کیا۔ پھر وہ کسی دوسری جانب چل پڑا۔ آگے جا کر اُس نے کسی درخت کے نیچے کسی عورت کو دیکھا۔ وُہ چھپ گئی۔ جب وہ اس کے قریب پہنچا تو وہ عورت ہنسی اور پھر روئی۔ اس نے وجہ دریافت کی۔ وہ بولی۔ میں پھول پری ہوں۔ انسانوں کو دیکھ کر خوش ہوئی مگر جب یہ سوچا

ر دیو آ کر تمہیں ہڑپ کر لے گا تو رونے لگی ۔ پھول پری نے اسے
ہدایت کی کہ دیو ابھی آنے والا ہے ۔ تم درخت پر چڑھ جاؤ ۔ وہ اوپر
نہیں دیکھے گا ۔ وہ اوپر چڑھ گیا ۔ اتنے میں دیو آ گیا ۔ عورت نے
اشارہ کیا ۔ وہ درخت سے نیچے اتر گیا ۔ اور تلوار کے چھ وار کر کے
دیو کو شدید زخمات پہنچائے ۔ دیو دم بہ لب تھا ۔ مگر روح نہیں نکلتی
تھی ۔ اس جانکنی میں دیو بولا ۔ اب ساتواں وار بھی کر لو ۔ تا کہ جلدی میں
مر جاؤں ۔ اس نے جو تلوار اوپر اٹھائی تو پری نے اس کو خبردار کیا کہ
دیو پر ساتواں وار مت کرو ۔ وہ اپنی اصلی حالت میں عود کر آئے گا ۔
اس نے وار کرنے سے ہاتھ روک لیا ۔ دیو نے افسوس کیا کہ تم زندہ
سلامت بچ گئے ۔ دیو نے آخری ہچکی لی اور مر گیا ۔ شہزادے نے عورت
کا ہاتھ پکڑا اور شہر کی طرف چل پڑے ۔ اس کے پاس لعل کا دانہ تھا ۔
انہوں نے وہ قیمتی لعل بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا ۔ بادشاہ نے
ان کو اپنے مہمان خانہ میں ٹھہرایا ۔ بادشاہ پھول پری کی ایک جھلک
دیکھ کر ہی اس پر عاشق ہو گیا ۔ اس کے خاوند کو ٹھکانے کا منصوبہ
بنایا ۔ بادشاہ نے کالے کلوٹے شہزادے کو حکم دیا کہ لعل کا ایک دانہ

تم نے دیا تھا۔ اب دوسرا بھی لاکر دو۔ وہ روانہ ہو گیا۔ وہ ڈرپوک اور بزدل تھا۔ راستے میں آکر لوگوں کو دیوار اور مکان تعمیر کرتے دیکھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ کام میں مصروف ہو گیا۔ وہ مٹی کے کام کو اچھا سمجھ کر اس قدر محو ہو گیا۔ اور اپنی بیوی کو بھلا بیٹھا۔ پھول پری نے اس کا بہت انتظار کیا مگر کافی مدت گزرنے کے باوجود۔ وہ واپس نہیں آیا۔ ایک روز پھول پری مردانہ لباس پہنکر گھوڑے پر سوار ہوئی۔ اور خاوند کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ راستے میں اُسے ایک دیو کی بیوی درد زہ کی حالت میں پڑی ہوئی ملی۔ اس نے اس سے درخواست کی کہ میں بچہ جننے والی ہوں تم دائی کا کام کر لو۔ اس نے دائی کا فرض ادا کیا۔ آخر فارغ ہو کر اس نے اجازت مانگی۔ دیو کی بیوی نے اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ اس نے اسے بتایا۔ کہ میرا نام پھول پری ہے۔ میں اس سے قبل فلاں دیو کے پاس تھی۔ اس نے اب مجھ کو اجازت دے دی ہے اپنی بہن کے پاس جا رہی ہوں۔ اس نے کہا۔ وہ دیو تو میرا بھائی ہے اس نے کہا۔ جس دیو کے پاس لعل زادی ہے وہ میری بہن ہے۔

وہ بولی۔ وہ بھی میرا بھائی ہے۔ دیو کی بیوی نے اُسے ایک خط دیا کہ اسے میرے بھائی کو دے دو۔ وہ تمہاری بہن تمہارے حوالے کر دے گا۔ اس نے خط لے جا کر اس کے بھائی دیو کو پہنچایا۔ اور اس نے اس کی بہن لعل زادی کو آزاد کر دیا۔ اور اس نے بھی مردوں کا لباس پہن لیا۔ اور دونوں کسی بادشاہ کے شہر آ گئیں۔ یہ وہی شہر تھا جہاں کالے کلوٹے شہزادے نے اپنی ناک کٹوا دی تھی۔ پھول پری مردانہ کپڑے پہن کر رعب داب کے ساتھ بادشاہ کے پاس گئی۔ اس کی بیٹی کا رشتہ مانگنے لگی۔ رشتہ طے ہو گیا۔ اور شادی ہو گئی۔ بادشاہ کی بیٹی کو بہت حیرت ہوئی کہ جس کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ ساتھ نہیں رہتا۔ وہ عجیب و غریب مصیبت میں گرفتار تھی۔ کچھ دن وہاں قیام کرنے کے بعد اس نے بادشاہ سے جانے کی اجازت طلب کر لی۔ اور وہ الوداع کہہ کر چل پڑے۔ راستے میں پھول پری نے دُلہن کو بتایا کہ میں ایک پری ہوں یہ میری بہن ہے۔ میرا خاوند گم ہو گیا ہے۔ اب اس کی تلاش میں سرگرداں ہوں شہزادی بولی میرا بھی یہی حال ہے۔ میرے باپ نے میرے خاوند کی ناک کاٹ لی تھی۔ میں بھی اس کو ڈھونڈوں گی۔ آخر کار یہ تینوں کسی شہر میں

پہنچ گئیں۔ شہزادی نے ایک نظر دیکھتے ہی اپنے خاوند کو پہچان لیا۔ کہ یہ وہی ہے جو مٹی کی ٹوکریاں اٹھا کر مزدوری کر رہا ہے۔ پھول پری نے جوتا اس کے سر پر دے مارا کہ بے شرم۔ ہم عورت ہو کر تمہیں تلاش کر رہی ہیں۔ اور تم نے دو عورتوں سے نکاح کرنے کے بعد ان کو چھوڑ دیا۔ یہ اسے نئے اچھے کپڑے پہنا کر اس کو ساتھ لئے روانہ ہو گئیں۔ راستے میں ان کو کالے کلوٹے کے والدین مل گئے۔ ان کی بادشاہی بھی چھین لی گئی تھی اور بے حد رسوائی کی حالت میں دربدر تھے۔ ان کی ٹولی شہر پہنچ گئی۔ وہاں پہنچتے ہی پھول پری نے نئے بادشاہ کو موت کے گھاٹ اتارا اور خود بادشاہت سنبھالی۔ اس کا شوہر اس کا نوکر بنا رہا۔ وہ گھر میں برائے نام شوہر تھا۔ اور اپنی بیویوں کا محتاج تھا۔

# لعل پری اور سیمرغ

ایک پری تھی۔ وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ سیر و تفریح کی خاطر گھومتی پھرتی تھی۔ کبھی یہاں تھی تو کبھی وہاں۔ اس کا وطن انتہائی آباد و سرسبز

تھا۔ ان پریوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ انسان دیوؤں اور سیمرغوں کی مدد سے یہاں آئیں گے اور ہمیں لے جائیں گے۔ کیوں ہم چل کر کسی انسان کو لے آئیں۔ اور اس کے ساتھ کسی پری کی شادی کرا دیں گے۔ یا اس کو نوکر بنا دیں گے۔ ایک دن ایک پری اس ارادے سے روانہ ہو گئی کہ چل کر کسی شہزادے کو لے آئے۔ وہ اُڑتی اُڑتی پریوں کے وطن کی عبور کر کے سیمرغوں کے دیس کی حدود تک پہنچی۔ وہ اس علاقے سے بہت خوف کھاتی تھی۔ وہ اکیلی تھی۔ رات اس نے یہیں گزار دی۔ اس دوران دو سیمرغ آ گئے۔ ایک بولا۔ آج یہاں پریوں کی بُو آتی ہے۔ دوسرا بولا۔ شاید کسی سیمرغ یا انسان کسی پری کو لے آیا ہے۔ جو بھی اس پری کو لے جا رہا ہے۔ وہ ان دنوں میں اس کو لے جانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس علاقے میں ایک اژدھا نما بلا آئی ہے۔ اس نے اس علاقے میں تہلکہ مچایا ہے۔ وہ تو واپس جا چکا ہے۔ سیمرغ بولا اب جو بھی اس راستے سے گزرے گا۔ پہرے دار اس کو جانے نہیں دے گا۔ سیمرغ یہ باتیں کرتے ہوئے چلے گئے۔ رات تو پری نے جیسی تیسی کر کے گزار دی۔ صبح سویرے بھاگ گئی۔ وہ درختوں پر ہوتی ہوئی چلتی

گئی۔ اس نے سیمرغوں کو چکر لگاتے ہوئے دیکھا۔ وہ کسی میدان کے
اڑان کر رہی تھی کہ سیمرغوں کی نظر اس پر پڑ گئی۔ انہوں نے اس کا تعاقب
کیا۔ دور کہیں جا کر اسے پکڑ لیا۔ کوئی بولا اسے جلا کر راکھ کر دیں گے
اور کوئی بولا نہیں اسے قتل کر دیں گے۔ اس سے پوچھ گچھ کی تو پری
بولی میں پریوں کے بادشاہ کی بیٹی ہوں۔ میں کسی انسان کو لینے جا رہی ہوں
سیمرغ اسے پکڑ کر اپنے بادشاہ کے حضور لے گئے۔ بادشاہ نے اسے اپنے
محل میں بند کر دیا کہ مجھ سے شادی کر لو۔ بادشاہ نے اس کے ساتھ شادی
رچائی۔ رات وہ اکٹھے سوئے۔ بادشاہ نے اس سے پورا قصہ پوچھا۔ اس
نے سب حالات بتائے۔ صبح کے وقت پری بادشاہ کی ٹوپی پہن کر غائب
ہو گئی۔ وہ انسانوں کے دیس آ نکلی۔ اس نے آدھی رات کے وقت کسی
خوبصورت اور حسین شہزادے کو اڑا لے گئی۔ اور سیمرغوں کے وطن پہنچ
گئی۔ سیمرغوں کے بادشاہ نے فرمان جاری کیا تھا کہ میری ٹوپی پری چرا
لے گئی ہے۔ اسے تلاش کر کے پکڑ لاؤ۔ مگر سیمرغوں کی بات کون مانے
کہ ان کے بادشاہ کی ٹوپی گم ہو گئی ہے۔

لعل پری شہزادے کے ساتھ سیمرغوں کے وطن کو بھی پار کر گئی

اور شہزادے کو کہیں نہیں چھوڑا۔ آخر وہ پریوں کے دیس پہنچ گئے۔
اس نے سیمرغوں کو بھی بتایا کہ اگر تم لوگ اس شہزادے انسان کو لے
جاؤ گے تو پھر ہمارا کیا حشر ہو گا۔ ہماری بھی حالت تم جیسی ہی ہے۔
اس نے سیمرغوں کو شہزادے کو نہیں دیا۔ اور اپنے دیس میں شہزادے کے
ساتھ شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ پریوں کو حال معلوم ہوا تو وہ ناراض
ہو گئیں۔ انہوں نے اپنے بادشاہ سے شکوہ کیا کہ یہ غلط کام کرا رہے ہو۔
مگر اس نے کسی کی بات نہیں مانی۔ لعل پری نے شہزادے کے ساتھ شادی
کر لی۔ پریوں نے لعل پری کو محل سے نکال کر باہر ایک جگہ دے دی۔ لعل
پری اور شہزادہ اُدھر ہی رہنے لگے۔ دونوں گھروں سے محروم ہو گئے۔ مگر وہ
اپنی زندگی پر نازاں تھے۔ اور ہنسی خوشی رہنے لگے۔

## مور مرغ

ایک بادشاہ تھا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ بادشاہ ان دونوں کے
ساتھ امتیازی سلوک کرتا تھا۔ ایک رات بادشاہ اپنی ایک بیوی کے

ساتھ سویا ہوا تھا کہ کچھ پرندے آوازیں نکالتے ہوئے اوپر سے گزرے
بادشاہ نے کہا کہ یہ حُور ہیں۔ بیوی بولی نہیں یہ پریاں ہیں۔ اور پریوں میں
مور مرغ کی نسل سے ہیں۔ وہ اپنے وطن جا رہی ہیں۔ بادشاہ اور
ملکہ نے شرط لگا دی کہ جو ہارے اس کا سر منڈوایا جائے گا۔ بادشاہ
نے دو نوکر ان پرندوں کے پیچھے روانہ کیے۔ تاکہ وہ جا کر پرندوں
کی اصلیت معلوم کریں۔ راستے میں انہوں نے پرندوں کو رات گذارنے ہوئے
بیٹھے دیکھا۔ حقیقت میں یہ پرندے مور مرغ تھے۔ انہوں نے آپس میں
مشورہ کیا کہ شرط تو ملکہ جیت گئی ہے۔ اب واپس جا کر جھوٹ موٹ بول
کر بادشاہ کو رسوا ہونے سے بچائیں گے۔ وہ دونوں نوکر صبح سویرے
بادشاہ کے دربار میں پہنچے اور بتایا کہ وہ حوریں تھیں۔ بادشاہ نے ملکہ
کو بلوا کر اس کا سر منڈوا دیا۔ اب ملکہ نے سوچا کہ اس رسوائی سے
شاہی محل کو چھوڑنا بہتر ہے۔ ملکہ محل چھوڑ کر کسی دریا کے کنارے رہنے
لگی۔ ایک روز ملکہ دردِ زہ میں مبتلا ہو گئی۔

اس دوران کچھ پریاں آگئیں۔ اور دائی کا کام کیا۔ ملکہ کے ہاں
بیٹا پیدا ہوا۔ پریوں نے ایک انگوٹھی اسے دے کر خود اُڑ کر چلی

گئیں - اس کا بیٹا بڑا ہو گیا - ماں بیٹا دونوں درختوں کے پتے کھا کھا کر گذارہ کرتے تھے -

اس علاقے میں ایک سوداگر تھا - تجارت اس کا پیشہ تھا - اس دوران وہ سوداگر ایک کشتی میں سامان ڈال کر دریا عبور کر رہا تھا - کہ عین اس وقت دریا میں طوفان آ گیا - سوداگر نے منت مانگی کہ اگر اس مرتبہ طوفان سے صحیح سلامت بچ نکلا اور کنارے پر زندہ پہنچا تو نصف سامان خدا کے نام پر خیرات کر دوں گا - سوداگر طوفانی لہروں سے بچ کر دریا کے کنارے پہنچا - اور نوکروں سے کہا کہ کہیں کسی آبادی کی تلاش کرو - تاکہ سامان خیرات کے لئے تقسیم کر دیں - اس اثناء میں سوداگر نے کسی جھونپڑی کے سامنے کسی معصوم لڑکے کو کھیل کود کرتے ہوئے دیکھا - سوداگر اس طرف چل پڑا - جھونپڑی کے اندر سے ملکہ نے آواز دی کہ اندر مت آ جاؤ میں ننگی ہوں - ایک چادر پھینک دو تاکہ میں اسے اوڑھ لوں - سوداگر نے ایسا ہی کیا - پھر اندر ہی چلا گیا - ملکہ نے اس کو تمام واقعات بتائے - سوداگر نے ملکہ کو اپنی بہن بنا کر اپنے قافلے کے ساتھ ہمراہ لے کر آگے بڑھ گیا - جب سوداگر

اپنے گھر پہنچا تو اس کی بیوی ایک دوسری عورت کو دیکھ کر ناک بھوں
چڑھائی کہ تم نے دوسری شادی رچائی ہے۔ اس نے اسے بہت بجھانے
کی کوشش کی مگر وہ نہ مانی۔ ایک روز سوداگر کی بیوی نے شربت کی
پیالی میں زہر ملایا تاکہ ملکہ مرجائے۔ مگر غلطی سے وہ زہر کی پیالی خود
پی لی۔ اور وہ مرگئی۔

کچھ دنوں کے بعد سوداگر اس لڑکے ساتھ شکار پر چلا گیا۔ وہاں
کسی دیو کی کمان سے تیر مارا تو دیو کا پیر ٹوٹ گیا۔ اور سونے کی
چوڑی اس کے پیروں سے نکل کر گر پڑی۔ سوداگر نے اس چوڑی کو
بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ بادشاہ کی ملکہ نے اس قسم کی دوسری چوڑی
لانے کی فرمائش کی۔ سوداگر نے جاکر اس لڑکے کو بات بتا دی۔ وہ لڑکا
اس قسم کی چوڑی کی تلاش میں نکل پڑا۔ وہ دیو کے شہر پہنچا شہر کا دروازہ
بند تھا۔ اس نے دروازے پر انگوٹھی کو رگڑا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ اندر
چلا گیا۔ اندر ایک پری بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا نام گل پری تھا۔ اس
نے اس پری کو لے کر باہر نکالا۔ اور اس کو ساتھ لے کر چل پڑا۔
وہ اس پری کو دیکھ کر چوڑی لانا بھول گیا۔ پری کو لے جاکر بادشاہ

کی خدمت میں پیش کر دیا۔ بادشاہ نے کہا میں نے تمہیں چوڑی لانے کا کہا تھا۔ اور تم پری لے کر آئے ہو۔ وہ پھر چوڑی کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں ایک درخت کے سائے میں لیٹ کر آرام کرنے لگا۔ اس دوران دو پرندے آ کر درخت پر بیٹھے۔ ایک پرندہ بولا یہ انسان جو چوڑی لانے جا رہا ہے۔ اسے دیو پکڑ لیں گے۔ اور اس سے کہیں گے کہ تمہیں پتھر پر مار مار کر ہلاک کر دیں یا تمہیں پانی کے اندر پھینک دیں۔ اسے چاہیئے کہ وہ کہے کہ اسے پتھر مار دیں۔ تو دیو اسے پانی کے اندر پھینک دیں گے۔ شاید اس طرح کی جان بچ جائے۔

یہ الفاظ کہہ وہ پرندے اڑ کر چلے گئے۔

وہ لڑکا یہ باتیں سن کر گرہ میں باندھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ آخر اس سوراخ تک پہنچ گیا۔ جہاں چوڑیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اسے دیو نے دیکھ لیا۔ اسے پکڑ کر بولا۔ تمہیں پتھر پر دے ماریں یا پانی میں پھینک دیں۔ اس نے کہا مجھے پتھر پر مار دو۔ مگر دیو نے اُسے اُٹھا کر دریا میں پھینک دیا۔ پانی بہا کر اُسے لے جا رہا تھا کہ آدم خوروں نے اُسے دریا سے پکڑ کر اپنے ساتھ اپنے شہر لے گئے۔

تاکہ رات کے وقت اسے کھا لیں۔ آدم خوروں کے بادشاہ کی بیٹی نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں اس سے شادی کر لوں گی۔ ایک دن اس نے اپنی انگوٹھی کو پھر کسی چیز سے رگڑا تو ایک پری پہنچ گئی۔ اسے پری اُٹھا کر بھاگ گئی۔ اتنی دیر میں آدم خوروں کو پتہ چلا تو انہوں نے اس کا پیچھا کیا۔ پری ایک کبوتر بن گئی۔ آدم خور عقاب بن کر اس کے تعاقب میں لگے رہے۔ انہوں نے کہا کہ لڑکا ہماری امانت ہے، اسے ہمیں لوٹا دو۔ پری بولی۔ جب یہ پیدا ہوا تھا تو سب سے پہلے میں نے اسے دودھ پلایا تھا۔ میں اسے کیسے دے سکتی ہوں۔ تب وہ ناکام و نامراد لوٹ گئے۔ پری اسے اٹھا کر اس سوراخ تک لے گئی۔ اور چوڑی سے پُر صندوق اُٹھا کر اسے حوالے کر دیا۔

اس دوران بادشاہ نے فرمان جاری کیا کہ جو نوجوان اس کے شہر میں داخل ہو گا۔ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ بادشاہ اس لڑکے کا کام تمام کرنا چاہتا تھا جو حقیقت میں اس کا اپنا بیٹا تھا۔ وہ نوجوان صندوق سر پہ اٹھا کر حالات سے بے خبر اپنی منزل کی طرف سفر کر رہا تھا کہ راستے میں پھر اسی درخت کے نیچے آرام کرنے لیٹ گیا۔ دو پرندے آ کر پھر اس

درخت پر بیٹھ گئے۔ ایک پرندے نے کہا۔ یہ نوجوان کس قدر خوشی سے واپس اپنے گھر جا رہا ہے۔ مگر اس کو معلوم نہیں کہ بادشاہ اس کو قتل کرنے کے درپے ہے۔ جو اس بادشاہ کا اپنا بیٹا اور لختِ جگر ہے۔ یہ نوجوان اس درخت کے پھول توڑ اپنی داڑھی پر مل دے تو وہ بوڑھا نظر آنے لگے گا اور شہر میں داخل ہوتے وقت اسے کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ پرندے یہ کہنے کے بعد اڑ گئے۔ نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا۔ درخت سے پھول توڑے اور اپنی راہ لی۔ شہر کے قریب جا کر اس نے پھول اپنی داڑھی پر ملے تو وہ بوڑھا نظر آنے لگا۔ شہر کے اندر داخل ہوا۔ اُسے کسی نے کچھ نہیں کہا۔ وہ سیدھا جا کر سوداگر کا مہمان ہوا۔ اس نے سوداگر کو بھی حقیقی حالات سے آگاہ نہیں کیا۔ اس نے سوداگر سے کہا تم صبح جا کر بادشاہ سے کہہ دو کہ میں ایک کہانی سناؤں گا۔ اور ہر لفظ دس روپے لوں گا۔ صبح ہوتے ہی لوگ جمع ہو گئے۔ بادشاہ خود بھی چلا آیا اور اس نے کہانی سنانی شروع کر دی۔

کسی بادشاہ کی دو ملکائیں تھیں۔ ایک رات دو پرندے چہچہاتے ہوئے

ہوئے گزرے۔ بادشاہ نے اپنی ملکہ کے ساتھ شرط لگائی۔ درحقیقت بادشا
شرط ہار چکا تھا۔ مگر نوکروں نے دروغ گوئی سے کام لے کر اسے رسوائی
سے بچایا۔ اتنے میں وہ نوکر اُٹھ کر جانے لگے۔ مگر بادشاہ نے ان کو
بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور خود بھی ششدر تھا کہ وہ تو اس کی کہانی سنا
رہا ہے۔ بادشاہ نے نوجوان سے کہا کہ پھر آگے کیا ہوا۔ اس نے کہانی
جاری رکھتے ہُوئے کہا۔ کہ ملکہ نے رسوائی اور بے عزتی کی تاب نہ
لا کر شاہی محل کو چھوڑا۔ اور دریا کے کنارے رہنے لگی۔ سوداگر اسے
اپنی بہن بنا کر اپنے گھر لے آیا...... ایک مرتبہ اس ملکہ کے بیٹے نے
کسی دیو کو مار کر اس کی چوڑی بادشاہ کی خدمت میں پیش کی...... پھر
ایک پری بادشاہ کی خدمت میں پیش کی..... اب وہ بادشاہ اس نوجوان
کی جان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے..... حالانکہ وہ اس کا اپنا
خون اور بیٹا ہے..... اور وہ عورت بادشاہ کی بیوی ہے۔ بادشاہ نے
پوچھا اب وہ لڑکا کہاں ہے..؟ اس نے پھول نکال کر پھر داڑھی
پر مل دیئے تو وہ اصلی حالت میں آ کر نوجوان بن گیا۔ اس نے جھٹ
جواب دیا وہ لڑکا میں ہُوں۔ میری ماں اس سوداگر کے گھر میں ہے

بادشاہ نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگایا۔ اپنی ملکہ اور سوداگر کو محل میں بلوایا۔ اپنے بیٹے کی شادی گل پری سے کر دی۔ سوداگر کو اپنا وزیر بنایا۔ جن نوکروں نے جھوٹ بولا تھا۔ ان کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

# گل باران اور شہ پری

ایک بادشاہ تھا وہ اپنے علاقے کا حکمران تھا۔ بادشاہ کا ایک بیٹا تھا۔ اس کا نام گل باران تھا۔ بادشاہ کو اپنے بیٹے سے بہت ہی پیار تھا۔ ایک مرتبہ گل باران وزیر کے ساتھ شکار کرنے چلا گیا۔ وہ دونوں شکار میں مصروف تھے کہ ان کی نگاہیں ایک گھوڑے پر پڑیں۔ گل باران اس گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اور اسے سرپٹ دوڑانے لگا۔ گھوڑے کے پاؤں زمین سے اٹھتے گئے۔ اور آخر وہ ہوا میں اڑنے لگا۔ گھوڑے نے گل باران کو اڑاتا ہوا ایک پہاڑ پر پہنچا دیا۔ یہ کوہ کاف تھا۔ وہ گھوڑا دیوؤں کا سردار تھا۔ اور گل باران پر عاشق ہو گیا تھا۔ [illegible] وزیر ہکا بکا رہ گیا۔ اس نے واپس آ کر بادشاہ کو سب حالات [illegible]

سے آگاہ کر دیا۔ بادشاہ حیران ہو گیا کہ اب کیا کیا جائے۔ اگر وہ کوئی
انسان ہوتا تو اس سے لڑائی لڑی جا سکتی تھی۔ مگر اب اگر وہ کوئی دیو
بلا ہے۔ تو اس کے ساتھ کیا کیا جا سکتا ہے۔ بادشاہ اور ملکہ پریشان رہنے
لگے۔ رات دن رونے دھونے میں گذارتے۔ آخر کار بادشاہ اپنی حکومت
سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ وزیر بادشاہ بن بیٹھا۔ وہ اب وزیر کے محتاج بن
کر رہ گئے۔ وہ جو کچھ ان کو دیتا اسی پر گذارہ کرتے۔

دیوؤں کی سردارنی، گل باران کے ساتھ کوہ میں رہنے لگی۔ وہ دن
کے وقت اپنا کام کاج کرتا۔ اور رات کو واپس آ کر گل سے مجلس کرتا۔
اسے گل باران کے ساتھ بہت پیار تھا۔ ایک دن گل باران گھومتے
گھومتے باغ کے اندر چلا گیا۔ وہاں ایک حوض تھا۔ جو پانی سے بھرا
رہتا۔ عموماً پریاں وہاں آ کر غسل کرتی تھیں۔ گل باران نے دیکھا کہ
پریاں نہا رہی ہیں۔ وہ ان کے کپڑوں پر آ کر بیٹھ گیا۔ پریوں نے
اُسے نہایت ڈرا دھمکایا۔ پھر بڑی منت سماجت کی۔ مگر وہ لاپرواہ
اور بے خوف و خطر کپڑوں پر بیٹھا رہا۔ آخر پریوں نے مجبور ہو کر
پوچھا۔ تم ہم سے آخر چاہتے کیا ہو۔ وہ بولا۔ وہ خوبصورت پری مجھے

دو۔ انہوں نے حامی بھر لی۔ کہ وہ پری تمہاری ہے۔ اس کا نام شہ پری ہے۔ اس نے کپڑے چھوڑ دیئے۔ سب پریوں نے کپڑے پہن لئے۔ اور شہ پری کو چھوڑ کر باقی سب اڑ کر چلی گئیں۔

گل باران شہ پری کو اپنے ساتھ اپنی جگہ پر لے گیا۔ دیر تک وہاں مجلس کرتے رہے۔ شہ پری اس سے بولی۔ کہ یہ تمہارا دیو کافی عرصے سے میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ وہ مجھ پر عاشق ہے۔ اگر اس نے ہم دونوں کو اکٹھے دیکھا تو ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ آج جب دیو آ جائے تو اس سے مجھے مانگ لے۔ میں کل اسی وقت اسی تالاب پر واپس آؤں گی یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔ دیو اسی دوران آ گیا۔ وہ گپ شپ اڑاتا شغل کرتا۔ مجلس جمانے کی کوشش کرتا۔ مگر گل باران خاموش رہا۔ کسی بات پر دلچسپی ظاہر نہیں کی۔ دیو نے پوچھا تم کیوں خاموش ہو۔ میں تو تمہیں اپنا وقت پاس کرنے کے لئے اٹھا لایا ہوں۔ اور تم چپ سادھ بیٹھے ہو۔ آخر گل باران بول پڑا میں تم سے ایک چیز مانگتا ہوں۔ وعدہ کرو کہ دو گے۔ دیو نے زبان دے دی اور وعدہ کر لیا۔ گل باران نے اس سے شہ پری کا مطالبہ کیا۔ اس کا نام سنتے ہی دیو پر بیہوشی طاری

ہو گئی۔ جب ہوش و حواس میں آیا تو پھر پوچھا۔ گل باران نے شہپری کا تقاضا کیا۔ دیو بولا وہ تمہاری ہے۔ تم پر بخش ہے۔ دوسرے روز صرف شہ پری پانی کے اندر رہی۔ گل باران بھی پانی کے اندر چلا گیا۔ دیر تک دونوں اکٹھے نہاتے رہے۔ شام کو جب واپس لوٹے تو دیو بھی آ گیا۔ دیو نے کہا شہ پری گل باران اب تمہارا ہے۔ اسے پروں پر بٹھا کر جہاں لے جانا چاہتی ہو لے جاؤ۔ میری طرف سے تم دونوں کو اجازت ہے۔ شہ پری گل باران کو اپنے ساتھ اڑا کر اس کے علاقے میں لے گئی۔ وہاں ایک صراف رہتا تھا۔ وہ گل باران کا دوست تھا۔ وہ دونوں اس کے پاس چلے گئے۔ اور اس کے ساتھ وہاں رہنے لگے۔ دوسرے روز گل باران شکار کرنے چلا گیا۔ شہ پری سونار کے گھر سے اپنے خاوند کو تک رہی تھی کہ اس دوران شہر کے بادشاہ کی نظر اس پر پڑی۔ جو پہلے بادشاہ کا وزیر تھا۔ وہ فوراً وہاں پہنچا۔ اور شہ پری کو زبردستی اٹھا کر لیجانے کی کوشش کی۔ شہ پری نے جلدی سے پریوں کے کپڑے پہن لئے اور اڑنے لگی۔ جاتے جاتے صراف کو پیغام دیا کہ گل باران کو بتا دو کہ اگر اسے میری دوستی اور خواہش ہے تو سبز پری کے دیس آ جائے۔

اتنی دیر میں سبز پری اُڑ کر غائب ہو گئی۔

دوسرے روز گل باران تیاری کر کے سفر پر روانہ ہوا۔ اس کا رخ اس دیو کی جانب تھا۔ جس کے پاس وہ پہلے رہائش کرتا تھا۔ وہ منزلیں طے کرتے ہوئے وہاں پہنچ گیا۔ کہ شاید دیو اس کی مدد کر کے اسے کچھ بتا دے۔ دیو نے اپنے ماتحت سب دیوؤں کو بلایا اور پوچھا کہ سبز پری کا وطن کہاں ہے۔ سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس دیو نے اسے اپنے دوسرے بھائی کی طرف پیغام دے کر روانہ کیا۔ گل باران اس کے پاس پہنچا۔ اس دیو نے جوتوں کا ایک جوڑا اسے دے کر کہا کہ اسے پہن لو۔ سو دنوں کا سفر ایک دن میں طے کر لو گے۔ تم آگے جاؤ تیسرے بھائی کے پاس۔ شاید اسے کچھ معلوم ہو۔ اس بھائی نے بھی لاعلمی ظاہر کر دی۔ اس دیو نے اسے ایک ٹوپی دے کر کہا۔ کہ اسے پہن تو تمہیں کوئی دیکھ نہیں سکے گا۔ تم سیدھا میرے چوتھے بھائی کے پاس جاؤ۔ گل باران اس کے پاس پہنچا۔ وہاں اس نے اسے ایک ڈنڈا دے کر کہا۔ کہ جہاں کہیں سامنے پہاڑ آئیں ان پر ڈنڈا مارو۔ تمہیں راستہ مل جائے گا۔ اس نے اسے اپنے پانچویں بھائی

کے پاس روانہ کر دیا۔ وہ سفر کرتا ہوا اس بھائی کے پاس پہنچا۔ اس نے اسے سب کچھ بتا دیا۔ اور سُرمہ بھی دے دیا۔ کہ جس اندھے کی آنکھوں میں سرمہ ڈالو گے۔ اس کی روشنی بحال ہو گی۔ اس نے اسے راستہ بھی بتا دیا۔ اور ہدایت کی کہ ٹوپی پہن کر وہاں تک جاؤ۔ گل باران سفر کرتے کرتے تھک گیا۔ اور کسی درخت کے نیچے لیٹ کر آرام کرنے لگا۔ اتنے میں دو تین پریاں وہاں آ کر بیٹھ گئیں۔ وہ بولیں شہ پری ایک انسان پر دل دے بیٹھی ہے۔ اب اس کی حالت پاگلوں جیسی ہے۔ نہ کھاتی ہے، نہ پیتی ہے۔ گل باران ان پریوں کے روانہ ہو گیا۔ وہ بھی شہ پری کے کمرے کی طرف روانہ ہو گئیں۔ انہوں نے شہ پری کے لئے پانی رکھا اور واپس لوٹ گئیں۔ دروازہ بند تھا۔ گل باران نے ٹوپی اتاری۔ شہ پری نے گل باران کو دیکھا تو اس کا دل خوشی سے باغ باغ ہو گیا۔ دونوں گلے ملے۔ گل باران اس کے ساتھ رہنے لگا۔

دوسرے روز شہ پری کے والدین شہ پری سے ملاقات کرنے آئے انہوں نے کہا بیٹی خواہ مخواہ پریشان رہتی ہو۔ وہ انسان ہے تجھے بھول

چکا ہو گا۔ وُہ یہاں کیسے آ سکتا ہے۔ شہ پری بولی اگر وہ یہاں آ گیا تو؟ وہ بولے اگر وہ یہاں آ گیا تو تم اُسی کی ہو گی۔ اتنے میں گلباران نے ٹوپی اتار لی۔ شہ پری نے کہا یہ ہے میرا خاوند اس کے لئے میں آنسو بہاتی رہی ہوں۔ اس کے والدین اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے ان کی دوبارہ نہایت تزک و احتشام کے ساتھ شادی کر دی۔

وُہ دونوں اجازت لے کر واپس ہوئے۔ آ کر اسی دیو کے ہاں مہمان بنے۔ دیو بہت خوش ہوا۔ اس نے انہیں ایک لاٹھی دے دی کہ کوئی مصیبت آن پڑے تو اسے زمین پر مار دو۔ میں مدد کے لئے پہنچ جاؤں گا۔ میاں بیوی اپنے گھر چلے گئے۔ جب گھر پہنچے تو والدہ اور والد دونوں کو اندھا پایا۔ انہوں نے ان کی آنکھوں میں سُرمہ ڈالا تو دونوں کی آنکھوں کی روشنی بحال ہو گئی۔ جب خبر وزیر کے کانوں میں پڑی تو وہ فوراً بادشاہ کے گھر پہنچا۔ وہاں اس نے گل باران کو موجود پایا۔ اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ گل باران کا کام تمام کر دو۔ گلباران نے وقت ضائع کئے بغیر لاٹھی زمین میں ماری تو دیو لاؤ لشکر سمیت پہنچ گیا۔ دیو نے پہنچتے ہی پوچھا۔ کیا مصیبت آ پڑی ہے۔ اس نے سب

حالات بتا دیئے۔ دیو نے وزیر کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ وزیر کو قتل کر کے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کیے۔ باقی لشکر کو تہس نہس کر دیا۔ دیو واپس اپنے وطن کو سدھارے۔ گل باران بادشاہ بن بیٹھا اور خوشی خوشی حکومت کرنے لگا۔

# سنہری بالوں والی پری

ایک تھا بادشاہ۔ وہ اپنی بادشاہت کر رہا تھا۔ مگر اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ جو گداگر بادشاہ کے پاس خیرات مانگنے آتا۔ بادشاہ اُسے قید کر لیتا۔ ایک دفعہ ایک خدا رسیدہ بزرگ فقیر وہاں آیا۔ بادشاہ نے اُسے گرفتار کرنا چاہا تو فقیر نے وجہ پُوچھی۔ بادشاہ نے کہا۔ میری کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ تم لوگ میرے لیے دعا بھی نہیں کرتے۔ فقیر نے کہا۔ صبر سے کام لو۔ خدا تمہیں بیٹا دے گا۔

اس طرح کچھ عرصہ بعد بادشاہ کے گھر بیٹا پیدا ہوا۔ اس وقت تک فقیر بھی وہاں بیٹھا رہا۔ بادشاہ نے فقیر سے کہا۔ جو مانگ سکتے ہو مانگو!

فقیر بولا: صرف ایک پیالی۔ بادشاہ نے فوراً اسے ایک پیالی پیش کی۔

بیٹے کا نام گل باران رکھا گیا۔ گل باران جوان ہوا۔ وہ گھر سے باہر بالکل قدم نہیں رکھتا تھا۔ ایک دن دو گداگر آئے۔ اس نے دروازے تک آکر ان کو خود خیرات دے دی۔ ان میں سے ایک فقیر بولا۔ یہ جوان کوہ کاف میں ایک لڑکی سے شادی کرے گا۔ یہ بات شہزادے کے ذہن میں بیٹھ گئی۔ اور وہ ہر وقت اس سوچ میں مگن رہتا۔ ایک دن اس نے اپنی بہن کو بتایا کہ وہ کوہ کاف جا رہا ہے۔ وہاں ایک حسین و جمیل دوشیزہ ہے۔ وہ اسی سے شادی کرے گا۔ گل باران نے لشکر اور سامان آراستہ کیا۔ اور اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ راستے میں وہ کسی بادشاہ کے شہر میں پہنچے۔ جہاں کے لوگ ایک دیو کو مار رہے تھے۔ گل باران نے اُن سے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ اس دیو نے تباہی مچا دی ہے۔ چھ ماہ وہ سوتا رہتا ہے اور چھ ماہ وہ جاگتا رہتا ہے۔ بادشاہ ہمیں چار آنے فی کس کے حساب سے اس کے مارنے کے عوض دیتا ہے۔ گل باران نے ان سب کو ایک ماہ کی رقم یکمشت ادا کر دی۔ اور دیو کو آزاد کرایا۔

گل باران اپنی منزل کی جانب سفر کر رہا تھا۔ کہ وہی دیو اس کے راستے پر آ کر بیٹھ گیا۔ گل باران تلوار نیام سے نکال کر لڑنے کے لیے آگے بڑھ گیا۔ مگر دیو بولا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم نے مجھ سے نیکی کی اور میں تم سے بدی کروں۔ دیو نے گل باران کے سب ساتھیوں کو واپس کر دیا کہ یہ لوگ بزدل ہیں۔ میں خود تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ وہ دونوں سفر پر روانہ ہو گئے۔ راستے میں گل باران کا گھوڑا تھک گیا۔ تب دیو نے اسے اپنی پیٹھ پر بٹھا کر دریا کے عین درمیان واقع ایک پہاڑ پر لے گیا۔ وہ وہاں رہنے لگے۔ گل باران ادھر ہی رہتا تھا۔ اور دیو، پری زادی کی تلاش میں پھرتا رہتا تھا۔ آخر ایک روز وہ اس جگہ جا نکلا۔ جہاں پری زادی قید تھی۔ دیو نے اس صندوق کو اٹھا لیا۔ جس میں پری زادی کو قید کر کے بند کیا گیا تھا۔ وہ لے لے کر گل باران کے پاس لے آیا اور اس کے حوالے کر دیا۔ اسے ہدایت کی کہ اس صندوق کو مت کھولو۔ میں کچھ تھک گیا ہوں۔ کچھ دیر سستا کر پھر تم سے آ ملوں گا۔ گل باران اپنی منزل کی جانب چل پڑا۔ آگے جا کر اس نے صندوق کا ڈھکنا کھول دیا۔ پری بولی۔ کیا پریوں

کا وطن اب گذر چکا ہے ۔ اور انسانوں کا دیس آ چکا ہے ۔ تو اس نے جواب دیا کہ نہیں ۔ اب تک پریوں کا علاقہ ختم نہیں ہوا ہے ۔ اس دوران کئی دیو پری زادی کی تلاش میں نکل پڑے تھے ۔ انہوں نے فوراً پہنچ کر اپنے ساتھ لے گئے ۔ اور گل باران کو مار مار کر بے ہوش کر دیا ۔ وہ بے ہوشی کی حالت میں پڑا تھا کہ اس کا اپنا ساتھی دیو پہنچ گیا ۔ وہ اسے ہوش میں لے آیا ۔ اور بولا ۔ تم نے پری زادی کو کھو دیا ۔

یہ دونوں واپس آکر اسی جگہ رہنے لگے ۔ دیو نے اس سے کہا ۔ دوست میں پھر اپنی کوشش کروں گا ۔ میرے پر جل گئے ہیں ۔ اگر اس مرتبہ پھر پری زادی کو کھویا تو اس کے بعد میرے لیے اس کو حاصل کرنا بہت مشکل ہو گا ۔ دیو یہ کہہ کر چل پڑا ۔ وہ دوبارہ اسی جگہ پر آیا ۔ مگر وہاں پری زادی موجود نہیں تھی ۔ دیو کہیں چھپ گیا ۔ کیا دیکھتا ہے ۔ کہ دوسرے دیو آ گئے ۔ دروازے پر دو لاٹھیاں رکھی ہوئی تھیں ۔ ان لاٹھیوں کو اٹھا کر ایک دوسری جگہ رکھ دیں ۔ تو دروازہ خود بخود کھل گیا ۔ اور وہ اندر چلے گئے ۔ جب دونوں دیو لوٹ کر واپس چلے گئے ۔ تو اس دیو نے بھی اسی طرح عمل کر کے دروازہ خود بخود کھلنے کے

بعد وہ اندر چلا گیا۔ پری زادی کو صندوق میں بند کر کے گل باران
کے پاس پہنچا۔ اور فوراً روانگی کا مشورہ دیا۔ خود آرام کرنے لگا۔
کچھ دیر ستانے کے بعد جاکر اسے ہل گیا۔ اب وہ انسانوں کے علاقے
میں داخل ہو گئے تھے۔ وہاں کسی شہر کے نزدیک پڑاؤ کیا۔ بادشاہ
نے دیکھا کہ شہر کے نزدیک ایک روشنی ہے۔ بادشاہ اپنے لوگوں کے
ساتھ وہاں آیا تو دیکھا کہ یہ عورت کی روشنی ہے۔ اس کی نیت خراب ہو
گئی۔ دیو نے اپنا ڈنڈا زمین پر دے مارا۔ اس کے کچھ لوگ بھاگ گئے اور
کچھ وہیں ڈھیر ہو گئے۔

وہ صبح ہوتے ہی روانہ ہو گئے۔ دیو ادھر ستانے لگا۔ گل باران پری
کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ کہ راستے میں ایک بادشاہ شکار کے بعد واپس جا
رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ نوجوان ایک حسین دوشیزہ کے ساتھ جا رہا ہے۔ اس
نے اپنے آدمیوں کے ساتھ گل باران کو پکڑ کر اس کی مشکیں کس لیں اور عورت
کو اٹھا کر اپنے محل لے گیا۔ اسی وقت شادی کا اہتمام ہونے لگا۔ قاضی
وزیر، غلام۔ عورتیں اور خادمائیں سب جمع ہو گئے۔ عورتیں اور خادمائیں
سب اس پری زادی کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ گئیں۔ اسی دوران دیو بھی

پہنچ گیا۔ اس نے جب یہ حالت دیکھی تو پھر ڈنڈے کو زمین پر دے مارا۔ اور خود بادشاہ کے محل جا پہنچا۔ چارپائی کو اوپر اٹھا لے گیا۔ بادشاہ حیرت زدہ رہ گیا۔ کہ چارپائی کے ساتھ عورتیں اور خادمائیں بھی ہوا میں اڑتی جا رہی ہیں۔ بعد میں دیو نے عورتوں اور خادماؤں کو واپس کیا۔ وہ گل باران کو لے کر اس کے شہر پہنچا۔ اور وہاں نہایت تزک و اہتمام کے ساتھ پری زادی کی اس کے ساتھ شادی کر دی گئی۔ بادشاہ اور سب لوگ خوش ہو گئے۔

# شاہ زر بادشاہ

ایک بادشاہ تھا۔ اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ہر وقت پریشان رہا کرتا تھا۔ بادشاہ کے شہر میں ایک غریب رہا تھا۔ اس کے پاس کھانے پینے تک کے لئے کچھ نہیں تھا۔ محنت مزدوری بہت کرتا تھا۔ مگر بدبختی سے ایک وقت ضرور بھوکا رہتا تھا۔ اسی حالت سے تنگ آ کر ویرانے کا رُخ کیا کہ یا تو خدا کو دیکھوں گا یا خواجہ خضر سے ملاقات